ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ہریانوی زبان وادب کے اُردو پر اثرات

HARYANVI LANGUAGE AND URDU INFLUENCES ON LITERATURE

صابر علی[1]

ڈاکٹر واصف اقبال[2]

Abstract:

Haryanvi language is spoken all around Delhi. Haryanvi has a significant influence on the early Urdu books "Miraj-ul-Ashqeen", "Kalmat-ul-Haqaiq" and "Sub-Ras". The early poetry "Khaliq-e-Bari"," Shabd-e-Uoola" and "Bekit Kahani" influenced the effects of Haryanvi and Haryanvi linguistics and grammar. In the 21st century, Haryanvi literature has created a distinct status. Many fictions, novels are being translated. Therefore, the reality demands that this language the lost material should be found and the facts brought to light.

Keywords: Miraj-ul-Ashqeen, Kalmat-ul-Haqaiq, Sub-Ras, Khaliq-e-Bari, Shabd-e-Uoola, Beket Kahani.

ہریانوی زبان دہلی کے چاروں طرف بولی جاتی ہے۔ اردو کی ابتدائی کتابیں "معراج العاشقین"، "کلمۃ الحقائق" اور "سب رس" پر ہریانوی کا خاصا اثر ہے۔ ابتدائی شاعری "خالق باری"، "شبد اولی اور "بکٹ کہانی" پر ہریانوی کے اثرات، ہریانوی لسانیات اور گرائمر کو متاثر کیا۔ اکیسویں صدی میں ہریانوی ادب نے الگ حیثیت بنالی ہے۔ بہت سے افسانے، ناول کے تراجم کیے جارہے ہیں۔ لہٰذا تحقیق تقاضا کرتی ہے کہ اس زبان کے کھوئے ہوئے مواد کو تلاش کر کے حقائق منظرِ عام پر لائے جائیں۔

کلیدی الفاظ: معراج العاشقین، کلمۃ الحقائق، سب رَس، خالقِ باری، شبد اولیٰ، بکٹ کہانی۔

ہریانوی زبان اپنا ایک خطہ رکھتی ہے۔ لسانیات کے اُصولوں کے مطابق زبان وادب کا ایک بیش بہا خزانہ رکھتی ہے۔ تہذیبی، ادبی اور ثقافتی پس منظر رکھتی ہے۔ اُردو نظم ونثر پر اس کے بہت گہرے اور نمایاں اثرات ہیں لیکن ماضی میں اس کو وہ شناخت اور اہمیت نہ دی گئی جس کی یہ مستحق تھی۔ ایک لمبے عرصے سے صوبہ ہریانہ میں یہ نو یا دس لہجوں کے ساتھ بولی جاتی رہی ہے اور آج بھی اپنا ایک مضبوط حوالہ رکھتی ہے۔

"ایک زبان جو پنجاب کے اضلاع انبالہ، کرنال، رہتک، حصار، گوڑ گاؤں اور ریاست جیند میں بولی جاتی ہے۔[1]

یہ علاقہ 1966ء میں صوبہ بن گیا اور اس کا دارالحکومت چندی گڑھ ہے۔ اس کی زبان ہریانوی ہے۔ ہریانہ، سنسکرت کے لفظ "ہری" جس کا مطلب "سبز" اور "آرہانہ" بمعنی "جنگل" سے مل کر بنا ہے لہٰذا ہریانہ کا مطلب سبز جنگلات ہوا۔ "رکھی کٹوی" اس صوبے کا قدیم ترین شہر ہے۔ پرانے وقتوں میں اس خطے کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ بانگر جس میں ہریانی کو بانگری یا بانگرو کا نام بھی دیا جاتا تھا۔ دوسرے حصے کی ہریانوی کا تعلق جاٹ برادری سے تھا اس لیے اسے جاٹو کہتے تھے۔ پڑھے لکھے افراد اس زبان کو ہریانوی اور مقامی افراد دیس والی کہتے تھے۔

"یہاں ایک بات اور مد نظر رکھنی چاہیے کہ اُردو پر بانگرو یا ہریانوی کا قابل لحاظ اثر ہے۔[2]

اُردو کے ابتدائی نقوش جو دکن سے بتائے جاتے ہیں ان کا جائزہ لیا جائے اور اُن کو تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ اُردو نے جن زبانوں کو بنیاد بنا کر آغازِ سفر کیا اُن میں سے ہریانوی بہت اہم اور نمایاں ہے۔

"اُردو برج، ہریانوی، قنوجی اور بندیلی کا مشترک سرمایہ ہے۔"[3]

---

1 سکالر پی ایچ ڈی (اردو)، شعبۂ اُردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

2 اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

گریرسن نے ہریانوی کو مغربی ہندی سے نکلی ہوئی زبان کہاہے۔ گیارھویں، بارھویں صدی میں مدھیہ پردیس میں اس کی پانچ اقسام بتائی گئی ہیں جن میں سے ہریانوی ایک ہے۔

مغربی ہندی

ہریانوی کھڑی برج قنوجی بندیلی

پہلی دونوں زبانوں میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دونوں کا لہجہ کھڑا ہے اور "آ" صیغہ واضح دکھائی دیتا ہے جب کہ باقی تینوں زبانوں میں "او" لہجہ دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان کے مطابق کھڑی بولی جسے ہندوستانی بھی کہا گیا ہے اُس کا علاقہ بھی وہی ہے جو ہریانوی کا ہے:

"مغربی ہندی کی وہ بولی جو مغربی روہیل کھنڈ دوآبہ کے شمالی حصّہ اور پنجاب کے ضلع انبالہ میں بولی جاتی ہے گریرسن اسے ہندوستانی کہہ کر پکارتا ہے۔ اس میں اور ادبی ہندوستانی (اُردو) میں ماں بیٹی کا تعلق ہونے کے باوجود بیرونی اثرات کی وجہ سے بعض اختلافات پائے جاتے ہیں۔"[4]

کھڑی بولی کے علاقہ میں انبالہ ڈویژن بتایا گیا ہے جب کہ انبالہ اور جیند پر مشتمل ہریانوی کے اصل خطہ میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان لکھتے ہیں:

"ہریانوی، بانگڑو یا جاٹو" دہلی کے شمال مغربی اضلاع کرنال، رہتک، حصار وغیرہ کی بولی ان تینوں ناموں سے پکاری جاتی ہے لیکن اس کا ہریانوی نام زیادہ موزوں ہے۔ ہریانوی مسلمانی عہد سے بھی قبل کا نام ہے۔ دہلی میں یہ نام جاٹو کے نام سے مشہور ہے۔"[5]

ڈاکٹر رام بلاس شرما نے ان تمام مفروضوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خان، ڈاکٹر رام بلاس شرما سے متفق دکھائی دیتے ہیں اور وہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں:

"کھڑی بولی کے شمال مغربی علاقے کی عوامی زبان کوئی علیٰحدہ حیثیت نہیں رکھتی بلکہ ہریانوی کا ایک رُوپ ہے۔"[6]

یہاں تک کی بحث اور محققین کی رائے سے دو امر واضح ہو جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہریانوی اور کھڑی بولی ایک ہیں اور دوسرا یہ کہ حافظ محمود شیرانی کا یہ دعویٰ کہ ہریانوی اُردو کا پرانا رُوپ یا لہجہ ہے، درست نہیں ہے کیونکہ اگر ہریانوی اُردو کا پرانا رُوپ ہوتی تو لفظیات ایک ہوتی۔ بعض جگہ پر ہریانوی اُردو سے بالکل مختلف نظر آتی ہے۔ مثال

جنت میں ایک روکھ سے جس کا ناؤ رمجان
جس کے پتے کتے ؟؟ جتا ملک جہان
ان پتّیاں پہ کے لکّھیا ۔ ربّی اللہ سبحان [7]

کے طور پر 1826ء کے قریب کی ایک نعت جو عورتیں تہجد کے بعد پڑھتی تھیں حاضرِ خدمت ہے۔

ان اشعار میں استفہامیہ الفاظ کے طور پر کیا بجائے "کے" نام کی بجائے "ناؤ" کتنے کی بجائے "کتے" برتا گیا ہے جب کہ رمضان کی جگہ "رمجان" لکھا گیا ہے۔

1۔ ہریانوی کے امدادی افعال سوں، سے، سیں استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جاؤں سوں، کت جاوے سے وغیرہ۔

2۔ ہریانوی میں "ش" کی جگہ "س" استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح "خ" کی جگہ "کھ" برتا جاتا ہے۔ جیسے شربت کی بجائے "سربت"، خون کی بجائے "کھون"۔ اسی طرح "ز"، "ظ"، "ذ" اور "ض" کی جگہ ہریانوی میں "ج" کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہریانوی کے الفاظ میں بہت تغیر ہے۔ مثال کے طور پر "کہاں"

HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کے مقابلے میں "کت"، "کتھوڑ"، "کٹھے"، "کٹھیاں"، "کنگھے"، "کتھوڑیاں" استعمال ہوتے ہیں۔ اتنی وسعت رکھتی ہوئی زبان کبھی بھی اُردو کا روپ اور لہجہ نہیں ہو سکتی۔ البتہ اُردو اس زبان سے بہت سے الفاظ سیکھ کر ضرور جوان ہوئی ہے۔ اس کا ثبوت اُردو کی ابتدائی دور کی نثر و شاعری ہے۔ اگر اُردو کی اوّلین نثر و شاعری کا تنقیدی جائزہ لیں تو ہریانوی کے ٹھیٹھ الفاظ کی کثرت پائی جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جس دور میں اُردو نے جنم لیا اُس وقت ہریانوی کا طوطی بولتا تھا اور ادبی معاشرے میں اس طرح رَچی بسی ہوئی تھی کہ اس کے محاورے، لفظیات، روزمرہ، ضرب الامثال ادب کی زینت سمجھے جاتے تھے۔ درج ذیل کتب کا تعلق ہریانوی سے ہے جن میں:

1۔ "غرائب اللغات"، از: عبد الواسع ہانسوی
2۔ "محشر نامہ"، از: محبوب عالم
3۔ "مسائلِ ہندی"، از: محبوب عالم
4۔ "دھیر نامہ بی بی فاطمہ"، از: محبوب عالم
5۔ "فقہ ہندی"، از: شیخ عبد اللہ انصاری

یہ وہ کتب ہیں جو خالصتاً ہریانوی میں تحریر کردہ اور اُردو کی ترویج سے بہت پہلے لکھی گئیں لیکن بعد کی اُردو میں ان کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح اکرم رہتکی کی "تیرہ ماسہ"، شاہ عبد الحکیم کی "خواب نامۂ پیغمبر"، غلام حسین چشتی کی "راگ مالا"، شاہ غلام جیلانی رہتکی اور شاہ محمد رمضان شہید المعروف ہادی ہریانہ کی کم و بیش گیارہ کتب ہریانوی کی وہ شاہکار ہیں جن پر اُردو نے نشو و نما پائی اور پل بڑھ کر جوان ہوئی۔

"ہم نے اس مقالے میں قدیم دکنی (جس کی توجیہہ پروفیسر شیرانی نے پنجابی سے کی ہے) نے اکثر کھوئے ہوئے سر رشتوں کی کھوج نواحِ دہلی کی بولیوں، ہریانوی، کھڑی اور میواتی سے پیش کر کے اُردو سے متعلق ایک نئے نظریے کا خاکہ پیش کیا ہے۔"[8]

ڈاکٹر مسعود حسین خان یہاں تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ حقائق کی کھوج میں آگے نکل جاتے ہیں اور پنجابی کی بہت ساری باتوں کو ہریانوی کے دامن سے نکلتی ہوئی دیکھتے ہیں نیز دکنی دور کی اُردو کا جائزہ لیتے ہوئے بہت اہم نتائج اخذ کرتے ہیں.

"قدیم اُردو اور دکنی کا "پنجابی پن" اس کا "ہریانوی پن" بھی ہے۔ البتہ شور سینی اپ بھرنش کی جانشیں ہونے کی حیثیت سے پنجابی زبان کے مقابلے میں ہریانوی اور کھڑی بولی کو زیادہ قدیم ماننا پڑے گا۔"[9]

ان حقائق کی روشنی میں اُردو کے ابتدائی نقوش کو پرکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کیونکہ ڈاکٹر مسعود حسین خان جیسے بڑے محقق کے اس دعوے کو تنقیدی تناظر میں پرکھ کر حقائق سامنے لانا ضروری ہے۔

اُردو کی ابتدائی شاعری "خالقِ باری"، "بکٹ کہانی" جیسی کتابوں سے شاعری اور "معراج العاشقین"، "کلمۃ الحقائق" اور "سب رَس" پر نثری اثرات کھوجنے کے بعد حقائق مسعود حسین خان کے دعوے کو اور مضبوط کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ "خالقِ باری" کو اُردو کی پہلی کتب میں گنا جاتا ہے۔ امیر خسرو کا نظام الدین اولیاء کی وفات سے منسوب یہ کلام دیکھیے:

گوری سووے سیج پر ، مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر آپ نے ، سانجھ بھئی سو دیس [10]

سووے بمعنی سوئے، آپ نے بمعنی اپنے اور سانجھ بمعنی شام برتے گئے ہیں۔ ابتدائی کتب میں ہریانوی الفاظ کا اس طرح استعمال اُردو میں ہریانوی کے رچاؤ کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح:

دستہ ، موسل اور ہاون ، اوکھلی
ناج غلہ بار پھل خوشہ پھلی [11]

موسل اور اوکھلی خالص ہریانوی الفاظ ہیں اور ایک ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ گندم کی پسائی سے پہلے صاف کرنے کے لیے اوکھلی اور موسل کا استعمال ہوتا ہے۔ اوکھلی ہاون دستہ کی طرح مٹی کا بنا ہوا خاص قسم کا برتن ہوتا ہے اور موسل لکڑی یا لوہے کا بنا ہوا خاص

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

قسم کا دستہ ہوتا ہے جو گندم وغیرہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ہریانہ میں آج بھی اوکھلی اور موسل کا استعمال کثرت سے ہوتا۔ مرچوں اور ٹماٹر کی چٹنی بنانے کے لیے بھی چھوٹے سائز کی اوکھلی اور موسل استعمال ہوتا ہے:

داکھ یہ انگور اور خورما کھجور
پار دریا کے اوترتا ہے مجبور [12]

داکھ ہریانوی میں کشمش اور اوترتا بمعنی اُترنا استعمال ہوا ہے۔ اُترنا کے لیے ہریانوی میں اوترنا کا لفظ برتا جاتا ہے۔

دِکھن سمت جنوب کی جان
اور شمال اوتر پہچان [13]

دِکھن ہریانوی میں دیکھنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح کھانا کے لیے کھاٹ، پہننا کے لیے پہنن، سونا کے لیے سوٹ استعمال ہوتا ہے۔

بھگت کبیر عرف کبیر داس کاشی شہر میں پیدا ہوا۔ چودھویں صدی کا بھگت ہے یہ وہی صدی ہے جس میں انگریزی ادب چوسر کی شاعری کی صورت میں ارتقائی منازل طے کر رہا تھا۔ حلقۂ ادب میں بھگت کبیر کا شہرہ ان کی وفات کے بعد ہوا۔

سکھیا سب سنسار ہے کھاوے اور سووے
دُکھیا داس کبیر ہے جاگے اور رووے [14] ☆☆☆☆

چاکی چلتی دیکھ کے دیا کبیرا روئی
دوئی پٹ بھیتر آئی کے سالم گیا نہ کوئی [15] ☆☆☆☆

ماٹی کہے کمہار سے توں کیا روندے موہے
اِک دن ایسا آئے گا میں روندوں گی توہے [16]

سکھیا بمعنی سکھی، کھاوے بمعنی کھائے، سووے بمعنی سوئے، دُکھیا بمعنی دُکھی، رووے بمعنی روئے، اسی طرح بھیتر بمعنی اندر، کوئے بمعنی کوئی، ماٹی بمعنی مٹی اور روندنا بمعنی پاؤں سے کچلنا ہریانوی کے الفاظ ہیں جو بھگت کبیر کے ہاں عام پائے جاتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہریانوی تیرھویں صدی تک قبولِ عام حاصل کر چکی تھی۔

بھگت کبیر وہ بھگت اور شاعر ہیں جنھوں نے نہ صرف خود پند و نصائح کے لیے دوہا اور ہریانوی کو ذریعۂ اظہار بنایا بلکہ دوسرے ہم عصر شعراء نے بھی ان کی تقلید کی۔ گرونانک کی بھگت کبیر سے 1496ء میں ملاقات ہوئی تھی۔

"بکٹ کہانی" افضل پانی پتی کی 1625ء کی تحریر کردہ ہے۔ سترھویں صدی کی اس تحریر میں بارہ مہینوں میں ہجر زدہ خاتون کی داستان موجود ہے۔ کہانی کا آغاز بھادوں سے شروع ہوتا ہے۔

کلیجہ کاڈھ کر تجھ کو دکھاؤں
تیرے دو پنکھ پر بلہار جاؤں [17]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

☆☆☆☆ لکھوں پتیاں اُرے اے کاگ لے جا
سلونے سانولے سندر پیا پا [18]

پتیاں بمعنی پتہ، کاگ بمعنی کوّا، پا بمعنی پاس
ہریانوی میں پاس کے لیے دھورے، پایا پے استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اُس کے دھورے چلیا جایا اُس پے چلیا جاں، گاڈھ بمعنی نکال اُردو میں استعمال ہوتا جو ہریانوی سے آیا ہے۔

ارے لوگو! میں کانور دیس جاؤں
سلونے شیام کو ٹونا کراؤں [19]

کانور ہریانہ کا وہ علاقہ ہے جہاں سے ہریانوی سانگ اور راگنی کی ابتداء بتائی جاتی ہے اور بہار مل جاٹ کا تعلق بھی کانور سے ہے جو ہریانوی کا تیسرا بڑا سانگی ہے۔ اس کانور سے پہلی راگنی 1206ء میں بتائی جاتی ہے۔ شاعر اس شعر میں اپنے آبائی گاؤں جا کر اپنے ساجن پر جادو ٹونا کرنے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ ٹونا بمعنی جادو بھی ہریانوی میں استعمال ہوتا ہے۔

تقریباً چھ سو سن عیسوی کے لگ بھگ پراکرت کی ادبی شاخ اور عوام میں بولی جانے والی بولیوں میں فاصلہ بڑھنا شروع ہو گیا۔ اس دور کے زبان دانوں نے اُس وقت کی مقبول بولیوں میں اپ بھرنش (بگڑی ہوئی زبان) کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ شروع میں اپ بھرنش نے شہرتِ دوام پائی مگر راجپوتوں کے زوال کے ساتھ غیر مقبول ہونا شروع ہو گئی۔ اس بولی سے مزید پنجابی، گجراتی، راجستھانی، بنگالی، مرہٹی، اُڑیا، بہاری، مشرقی ہندی اور مغربی ہندی پیدا ہوئی۔ مغربی ہندی کی ایک شاخ کو کھڑی بولی کہا جانے لگا جو دہلی اور دہلی کے گرد و نواح کی زبان بنی۔ اس کی ہی شاخ آگے کیکر کہلائی۔ جمنا سے لے کر قدیم درشدواتی کے علاقوں میں بولی جاتی تھی اور ہریانوی اس کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال، ڈاکٹر مسعود حسین خان کے نظریے کی ترجمانی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

"ماہر لسانیات ڈاکٹر مسعود حسین خان نے اپنے نظریے میں ہریانوی کو اُردو زبان کا ماٰخذ قرار دیا ہے جو کہ اپ بھرنش کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔"[20]

بقول مسعود حسین خان اگر واقعی اُردو ہریانوی سے مشتق ہے تو ابتدائی نثر پر ہریانوی کے لسانی اثرات ہونے چاہییں۔ اُردو نثر کا ابتدائی رسالہ "معراج العاشقین" خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی تصوف پر ایک تصنیف ہے۔ اگرچہ اس میں تصوف پر بات کی گئی ہے لیکن زبان میں زیادہ ہریانوی کا رنگ گہرا نظر آتا ہے۔ اگرچہ بندہ نواز کی تصوف پر سو سے زائد کتب ہیں لیکن "معراج العاشقین" کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ سوال و جواب کی صورت میں عوام کے مجمعے میں لکھا گیا۔ اس لیے اس کی زبان عوامی ہے اور اس سے وہ لوگ بھی مستفید ہوئے جو عربی اور فارسی نہیں جانتے تھے۔

"ان اس کے معنی رب کو وہاں دیکھیا کوئی شے خدا اپنے آپ دیکھیا۔ اللہ سوں سے رب کو رات معراج کے ہور میرے جیکوئی صورت میں۔ ہور جوان تھا ہور خوب حُسن تھا لقا تہاں اپے اکیلا جہاں پیغمبر علیہ السلام دیکھیا کہے سو نور کے آئینے میں کہے سویوں بات سن کے تمام یاراں آمنا و صدقنا کہے۔ جو کوئی ایمان لائے مسلمان ہووے اور نیں لیائے سو کافر ہووے۔"[21]

اس پیرے میں لفظ "دیکھیا" بمعنی "دیکھا" استعمال ہوا ہے جو ہریانوی قاعدے کے مطابق موجود ہے۔ ہریانوی میں فعل ماضی میں فقرے بناتے وقت "ا" کی بجائے "یا" کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً دیکھیا، لکڑیا، سنبھلیا وغیرہ۔

"خدا اپنے آپ دیکھیا" پورا فقرہ ہریانوی کا ہے۔ رہتک اور حصار کے اضلاع میں یہ بانگرو کا لہجہ بولا جاتا ہے جب کہ اُردو میں پورا مفہوم ادا کرنے کے لیے اس کے ساتھ "کو" بھی استعمال ہو گا "خدا نے اپنے آپ کو دیکھیا" ہریانوی میں "کو" جیسے الفاظ کا اس طرح کے فقروں میں استعمال نہیں ہوتا۔ "میں سانڈھ دیکھیا"۔ اسی طرح

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

”سوں“ بمعنی ہوں یا”سے“ ہریانوی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔”کونڑ سے ؟“، ”میں سوں“ وغیرہ۔”یو“ ہریانوی بمعنی ”یہ“ بولا جاتا ہے۔”کہے“ بمعنی ”کہتا ہے“ ہریانوی شعر ونثر میں استعمال ہوا ہے۔

”کہے ممتاز بوانی کا بن میری نند کے بھائی“

”کہے تو روٹی لیاؤں“

اُردو میں اس کا متبادل”کہوتو“ استعمال ہوتا ہے۔”ہووے“ بمعنی ”ہوئے یا ہوتے ہیں“ ہریانوی زبان میں بولا جاتا ہے جیسے ”بھائی ہووے تو دیکھیے نیں“۔”نیں“ بمعنی ”نہیں“ بھی ہریانوی میں استعمال ہوتا ہے۔”نیں مانے یا کونی مانے“ وغیرہ۔

اگرچہ اُردو کی ابتداء دکن سے بتائی جاتی ہے لیکن دکن کی اُردو پر ہریانوی کے اثرات واضح دکھائی دیتے ہیں۔”معراج العاشقین“ کے ایک پیرے میں اتنے سارے الفاظ اور اپنی پرانی زبان کے اصل قاعدے اور لہجے کے ساتھ ہونا محقق کو ایک اور سمت لے جاتے ہیں کہ اس دور میں ہریانوی بحیثیت لسانیات موجود تھی اور گرائمر کے قوانین بھی اس زبان پر پوری طرح لاگو دکھائی دیتے ہیں۔ تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ ہریانوی اُس وقت بحیثیت بولی نہیں بلکہ بحیثیت زبان وادب موجود تھی۔

”کلمۃ الحقائق“ برہان الدین جانم کی مذہبی اور تصوف پر لکھی گئی تصنیف ہے۔اس میں سوال اور جواب کی صورت میں شریعت اور طریقت کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

”اس تھے اوّل واوّل کا بھی اوّل وآخر، قدیم وجدید سب اس تھے بے زبان ہوتا، اس تھے بول میں آیا کہ اوّل تھے اوّل ہے جملہ مخلوق تھے لامکاں ہے۔۔۔۔“[22]

اس پیرے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جانم تک آتے زبان کافی حدتک صاف اور کافی حد تک عربی اور فارسی کے اثر سے پاک ہوچکی تھی۔”تھے“ بمعنی ”سے“ خالص ہریانوی کا لہجہ ہے اور صرف ہریانوی میں بولا جاتا ہے۔”اُس تھے کہہ دے“، ”تیرے تھے کہیا تو تھا“، ”کس کس تھے بیر ادینا سے“ وغیرہ۔

اسی طرح بول میں آنا، بول دینا، بول کا بھی سیری نہ رہنا۔ہریانوی زبان کے فقرے میں نوشاد قاصر ہریانوی شاعر کا مشہور گیت ہے ”منے بول دے لیے۔“ جانم کا ایک اور پیرا ”کلمۃ الحقائق“ سے دیکھیے:

”سوال: پس سمج نہیں کیوں قرار دیناو تحقیق کوں کیوں کرانپڑنا کہ کچھ نہیں کیوں؟“

جواب: اے عارف توں مخلوق ہے تیرا تعلق ورہنا یک جاگا سوں تعلق دھرتا ہے کہ توں بندۂ عاجز بے قدرت وخدائے تعالیٰ کوں یہ آرزومندی نہیں کہ توں بے قدرت وخدائے تعالیٰ یا قدرت اپس سوں اپے تھا۔“[23]

”سمج“ بمعنی ”سمجھ“ ہریانوی زبان میں بولا جاتا ہے اور ابھی پاکستان آئے ہوئے رہتک ضلع کے لوگوں کے ہاں ”سمج“ اور ”کوں“ بمعنی کو بہت بولا جاتا ہے۔”اُس کوں کہہ دے“، ”کس کوں لیایا سے گیل“۔”جاگا“ ہریانوی میں بمعنی ”جگہ“ اور اُردو میں بیدار ہونا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔”دھرتا“ بمعنی ”رکھنا“ ہریانوی لفظ ہے جو کثرت سے بولا جاتا ہے۔”تل دھرن نے جگہ کونی تھی“ یا ”کان کے تلے دودھر دایا دھرتا“ اُردو میں ”تُوں“ ہریانوی کے لفظ ”تَوں“ سے آیا ہے جس کے معنی تُو یا آپ ہوتے ہیں۔”اپّے“ متشدد لفظ ہریانوی کا ہے اور عام فہم استعمال میں آتا ہے۔”بکھت پڑے گا تو اپّے کرے گا“۔

مُلّا وجہی کی نثر ادبی، لسانی اور تہذیبی وثقافتی حوالے سے بہت اہم ہے۔ اس میں لکھی گئی اُردو پر بھی ہریانوی کا طوطی بولتا دکھائی دیتا ہے۔

”دسریاں کو بڑا کہنا۔ جنے اپس کو پچھانیا، اُنے سب جانیا، جدھر ڈھلنا ہے اُدھر عقل میں کا کلوت ملتی تو حرمت کا نقصان ہوتا۔ مدعا دور پڑتا عقل تے، اگر منگتا ہے دل کو تازا رکھے مدعا پاوے۔“[24]

”دسریاں“ بمعنی ”دوسروں“ ہریانوی کا لفظ ہی نہیں جمع بھی ہریانوی قاعدے کے مطابق بنا ہوا ہے۔ ہریانوی میں جمع بناتے وقت ”وں“ کی بجائے ”اں“ کا صیغہ استعمال ہوتا ہے، جیسے چھوریاں، لکڑیاں، باتاں، راتاں، کتاباں وغیرہ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہریانوی اُس وقت نہ تو صرف بولی تھی اور نہ ہی اُردو کا پرانا رُوپ

بلکہ اپنی گرائمر کے اُصول وضوابط بھی رکھتی تھی اور تذکیر و تانیث اور واحد جمع کے اصول بھی مرتب ہو چکے تھے۔" جنے" بمعنی "جن" کے ہریانوی میں بولا جاتا ہے جس کا مطلب "جن لوگوں نے" یا "جس نے" کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

"اُنے" اُردو میں نہیں بلکہ ہریانوی میں استعمال ہوتا ہے اوراس کا مطلب اُس نے یا اُن نے، اُن لوگوں نے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ "تے" بمعنی "سے" ہریانوی زبان کا استعمال ہے نہ اُردو کا۔ اُردو میں اس کا متبادل "سے" ہے۔ مثال کے طور پر:

اُس تے (میرے تھے) کہیے مل جے گا آ کے منے

دکنی نثر پر جائزہ لینا ضروری تھا کیوں کہ خلیجی فوجی جب دکن گئے تو دِلّی سے بہت سے اثرات دکن منتقل ہوئے۔

"خلیجی جرنیل ملک کافور نے ساحل سمندر تک اسلامی پرچم لہرادیا۔ ان فوجوں کے ساتھ دِلّی میں بولی جانے والی فارسی زبان واسلوب کے ساتھ کھڑی بولی بھی دکن پہنچ گئی۔"[25]

کھڑی بولی جس کی جدید شکل ہریانوی تھی دکن گئی اور 1319ء۔1296ء کی بات ہے۔ شمالی ہند اور دکن کے لوگوں کا آپس میں میل جول اور تعلقات سے نئی زبان پرورش پانے لگی۔

"فرہاد ہو کر، دونوں جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اُلٹایا، تو یو شریں پایا، تو یو نئی بات پیدا ہوئی تو اس بات آیا۔ ناداں! اتی باتاں میں یو بھی ایک بات کہ جانے، ولے یو بات کیوں کاڑے، کہیں وضع سوں نکل محنت نیں سمجھے، مشقت نیں پہچانے، انو کوں نیں کتے زبان آدر۔"[26]

"آدر" خوش آمدید کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور خالص ہریانوی زبان کا شبد ہے۔ انگریزی میں "Welcome"، سرائیکی میں "ست بسم اللہ"، پنجابی میں "جی آیا نوں"، اُردو اور فارسی میں "خوش آمدید" کہتے ہیں جب کہ ہریانوی میں "آدر آئے کا" یا "آدر آیاں کا" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح "تے" اور "سوں" اوپر کے پیروں میں پہلے بھی آ چکے ہیں اور خالص ہریانوی الفاظ ہیں۔ پہاڑاں، پہاڑ کی جمع ہے جو ہریانوی کے قواعد کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ مثلاً درختاں، پودیاں، کتاباں، پھولاں وغیرہ "یو" بمعنی "یہ"، "بات" بمعنی "انتظار"، "ناداناں" اور "باتاں" ہریانوی الفاظ ہونے کے ساتھ ساتھ ہریانوی لسانیاتی اُصولوں کو بھی بیان کرتے ہیں۔" کاڑے" بمعنی "نکالے"، "سمجے" بمعنی "سمجھے" بھی ہریانوی میں استعمال ہوتا ہے۔ "کاڈھے" غرائب اللغات میں "ڈ" کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ بعد میں مُلّا وجہی کے زمانے تک آتے آتے "ڈ"، "ڑ" میں تبدیل ہو چکی تھی۔ "نیں" ہریانوی میں "نے" کی جمع کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ ایک شخص یا واحد کے لیے "نے" استعمال ہوتی ہے جب کہ جمع کے لیے "نیں" بولا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

اُس نے نہیں دیکھدا

تھم نیں نہیں دیکھدا

"کتے" ہریانوی لفظ ہے جو "کہاں" اور "کتنے" کے معنوں میں برتا جاتا ہے۔

اس دور کی نثر کو دیکھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہریانوی کے الفاظ نہ صرف عام طور پر استعمال ہوتے تھے بلکہ نثر کا معیار نکھارنے کے لیے، نثر میں جان پیدا کرنے اور نثر کے اسلوب کو خوب صورت بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ اُس وقت کی زبانوں میں ہریانوی ایک اہم زبان سمجھی جاتی تھی اور اُردو ادب کی ترویج میں اس زبان وادب کا بہت بڑا حصّہ ہے۔

لسانی اعتبار سے دکن کی اُردو جو اُردو کی ابتداء ہے پر ہریانوی کے قریب تر ہونے کے اثرات ملتے ہیں۔ چند ضمائر کے ہریانوی ثبوت حاضرِ خدمت ہیں:

1۔ ضمائر متکلم (فاعلی حالت)

اسمائے ضمیر: مَیں، اپے، ہم، ہمن، ہمنا، ہمیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اپے، ہمن، ہمنا ہریانوی ہیں۔ ''ہمنا'' ضلع کرنال کے لہجے میں آج بھی بولا جاتا ہے۔ ضمیر کے یہ صیغے ''کدم راؤ پدم راؤ'' اور ''خالقِ باری'' جیسی کتب میں جگہ جگہ ملتے ہیں۔

مفعولی حالت: مجے، منجے، منج کوں، ہمنا، ہمنا کوں۔

اضافی حالت: مو، مج، ہمن (ہریانوی)، مہارا (ہریانوی)، ہمارا۔

2۔ضمائر مخاطب	**فاعلی حالت**	**واحد**	**جمع**
3۔ضمائر غائب		تو، توں، تیں	تُم، تمن، تمنا، تمہیں
4۔ضمیر موصول			

تُو، توں	توں، تیں	تُم، تَم، تمنا/ تمن
اُردو بندیلی	ہریانوی	برج کھڑی ہریانوی یا ہریانوی

	واحد	**جمع**
فاعلی حالت:	وہ، ود، اُو، اُنے	اُن، اُنو
مفعولی حالت:	اُس، اُس کوں	انوں کوں، اینوں کوں
اضافی حالت:	اُس کا، اوکا	انوکا، اینوکا

	واحد	**جمع**
فاعلی حالت:	جو، جنے، جے، جن نے	جن، جنو، جنوں
مفعولی حالت:	جسے، جس تھے، جس کوں	جنوں کو، جناں تھے
اضافی حالت:	جن کا، جن تھے	جنوں کا، جناں کا

ضمیر استفہام، ضمیر اشارہ میں بھی اسی طرح دکن کی اُردو کی ہریانوی کے ساتھ مماثلت یا شراکت پائی جاتی ہے۔ اُردو میں مصدر کی علامت ''نا'' ہے جب کہ ابتدائی اُردو میں ''ناں'' پائی جاتی ہے جو کہ ہریانوی سے اُردو میں آئی ہے۔

برج بھاشا اور ہریانوی دونوں میں مصدر کی علامت (ن) سے بھی مرکب افعال بنائے جاتے ہیں۔ مثنوی ''نوسرہار'' میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

1۔ سو بولیا تجھے جو نہ تھا بولناں (کدم راؤ پدم، شعر:126)

2۔ کھولناں، کرناں

ع: ڈھونڈن لاگے کدھرے ٹھار (نوسرہار، شعر:567)

ع: رہن لاگے خوشی کے ساتھ (نوسرہار، شعر:590)

ہریانوی ع: اَوٹن لاگا کس کس دھات (نوسرہار، شعر:612) کااس قدر اُردو کی ابتدائی
شعری، نثری اور لسانی کتب میں نمائندگی
کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ع: برہ کی گرہ دل نے کھولن لگی (نوسرہار، شعر:261) ہریانوی زبان وادب ایک
زندہ حقیقت ہے اور کبھی راندۂ درگاہ نہیں
ہوسکتی۔ماضی کے دریچوں پرپڑی وقت کی دھول
کے نیچے دبے اِن قیمتی خزانوں کو کھوج کر اُردو سے جڑنے والے تانوں بانوں کے حوالے سے حقائق سامنے لائیں جائیں، بڑے لیول پر جامعات میں مقالات کی صورت میں کام کیا جائے اور وقت کی دھول سے پردے اُٹھائے جائیں۔ماضی میں جسے حافظ محمود شیرانی جیسے محقق نے ذیلی حیثیت دے کر ایک بولی یا اُردو کا پر انا رُوپ کہہ کر حقائق دبانے کی کوشش کی ہے۔وہ زبان وادب ایک زندہ حقیقت اور مضبوط ادبی حوالہ ہے جو محققین کے اذہان میں ایک سوال بن کر اٹکی رہے گی اور تحقیقی حرارت پیدا کرتی رہے گی۔

حوالہ جات

1۔ قاسم محمود، سیّد، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، (لاہور: الفیصل ناشران، 2004ء)، ص:47

۲۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، اُردو لسانیات، (لکھنؤ: نسیم بک ڈپو، 1960ء)، ص:۹۵

۳۔ مسعود حسین خان، ڈاکٹر، دکنی یا اُردوئے قدیم، (حیدرآباد: پبلشرز، س۔ن)، ص:34

۴۔ مسعود حسین خان، ڈاکٹر، مقدمہ تاریخِ زبانِ اُردو، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، 2008ء)، ص:66

۵۔ ایضاً، ص:64

۶۔ ایضاً، ص:64۔63

۷۔ ایضاً، پیش لفظ

۸۔ ایضاً، پیش لفظ

۹۔ ایضاً، پیش لفظ

10۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو (آغاز سے 1750ء تک)، (لاہور: مجلس ترقیِ ادب، جلد اوّل، جنوری 1984ء)، ص:47

11۔ امیر خسرو، خالقِ باری، (لکھنؤ: مطبع نول کشور، فروری 1881ء)، ص:15

12۔ ایضاً، ص:11

13۔ ایضاً، ص:11

14۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ ادبِ اُردو (آغاز سے 1750ء تک)، (لاہور: مجلس ترقیِ ادب، جلد اوّل، جنوری 1984ء)، ص:84

15۔ ایضاً، ص:86

16۔ ایضاً، ص:44

17۔ محمد افضل، بکٹ کہانی، مرتبہ: مسعود حسین خان / انورالحسن ہاشمی (علی گڑھ: شعبۂ لسانیات، مسلم یونی ورسٹی، طبع دوم، 2002ء)، ص:55

18۔ ایضاً، ص:58

19۔ ایضاً، ص:58

20۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات، زبان اور رسم الخط، (فیصل آباد: روہی بکس، 2017ء)، ص:52

21۔ محمد حسینی، سیّد، بندہ نواز گیسو دراز، معراج العاشقین، مرتبہ: خلیق انجم، (دہلی: مکتبہ شاہراہ، اُردو بازار، 1957ء)، ص:74

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

22۔ برہان الدین جانم،کلمة الحقائق،مرتب: محمد اکبر صدیقی،(اورنگ آباد: حیدر آباد دکن ادارہ ادبیات، طبع اوّل،1961ء)،ص:23
23۔ ایضاً، ص:23
24۔ مُلّاوجہی،سب رس(یعنی قصّہ حُسن ودل)،مرتب: شمیم انھونوی،(لکھنؤ: نسیم بک ڈپو،1976ء)،ص:15
25۔ محمد اشرف کمال،ڈاکٹر،لسانیات،زبان اوررسم الخط،(فیصل آباد: روہی بکس،2017ء)،ص:71
26۔ مُلّاوجہی،سب رس(یعنی قصّہ حُسن ودل)،مرتب: شمیم انھونوی،(لکھنؤ: نسیم بک ڈپو،1976ء)،ص:12